وعلى الله قصد السبيل ومنها جائر ولو شاء لهديكم اجمعين

چونکہ برخلاف اس آیت کے مدلول مطابقی وتضمنی والتزامی کے کہ راحق کا اوسط اور اقرب اور اسہل ہوتا ہے اس وقت منجملہ شعب اس راہ کے تصوف میں اسباب مختلفہ سے افراط وتفریط اور تطویل وتخلیط اور تضییق وتشبیط ہوگئی ہے ان امور کی اصلاح کیلئے حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب حنفی چشتی کا یہ مفید رسالہ مسمٰی بہ

قصد السبیل الی المولی الجلیل

جس میں تصوف کے اوسط ہونے کو ایسا دکھایا ہے کہ غلو وفساد عقیدہ کا نشان نہیں رہا اور اقرب ہونے کو ایسا ظاہر کیا ہے جس سے طالبین کی مایوسی کا احتمال مرتفع ہوگیا۔ اور اسہل ہونے کو ایسا ظاہر کیا ہے جس سے کم ہمت اور کم فرصت لوگوں کی ہمت بلند ہوتی ہے

حسب فرمایش محمد عثمان تاجر کتب مالک کتب خانہ اشرفیہ
بازار دریبہ کلاں دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہو المولی الجلیل وعلیہ منتہی قصد السبیل والصلوۃ والسلام علی سیدنا ونبینا الذی لیس لہ فی الکمال عدیل ۔ وہو لتلک السبیل خیر دلیل ۔ وعلی آلہ واصحابہ الباذلین انفسہم واموالہم فی اللہ من کل کثیر وقلیل ۔ المبلغین للآیات والروایات لغیرہم من غیر تبدیل ۔

اما بعد ۔ یہ چند ہدایات ہیں جن میں مختصر مختصر مگر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جنکے قلمبند کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اس کا مذاق پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن بعضے تو ناواقفی طریق سے اغلاط و ضلالات میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ اور بعضے گو اغلاط سے محفوظ رہیں ۔ مگر بعدم معرفت مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں ؎ یک سبد پرنان ترا بر فرق سر ٭ تو ہمی جوئی لب نان در بدر ۔ تا بزانوئی میان جوئے آب ٭ وز عطش وز جوع گشتستی خراب ۔ اس لئے طریق و مقصود دونوں کی توضیح و تعیین باسہل و اخصر وجوہ ضروری سمجھی گئی اس کے قبل ایک وقت میں بعض صاحبوں نے اس کی فرمائش بھی کی تھی ۔ مگر اس وقت یہ ہیئت ذہن میں نہ آئی تھی ۔ اس لئے عذر کر دیا گیا تھا ۔ اب اس کا وقت آگیا ۔ ماخذ ان مضامین کا یہ چیزیں ہیں ۔ گو ہر مضمون میں تصریح دلیل و توجیہ استدلال بوجہ تطویل کے ترک کر دی گئی ۔ کتاب اللہ جل وعلا شانہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقات آئمہ فن ملفوظات اپنے شیوخ رحمہم اللہ تعالی کے علوم موہوبہ حق تعالی ۔ اللہ تعالی اس کو اس کے نام کی طرح اہل سلوک کے لئے مقصود حقیقی تک پہنچنے کا مختصر اور موصل طریق بنا دیں اور بہت آوارہ کو بھی اچھے ٹھکانے لگا دیں ۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز ۔

ہدایت اول ۔ سلوک جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں ۔ اس کی حقیقت یہ ہے تعمیر الظاہر والباطن یعنی اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و معمور کرنا ظاہر کو اعمال جوارح ضروریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ و اخلاق باطنہ مثل اخلاص و شکر و صبر و زہد و تواضع وغیرہا سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ مرتبہ اولی کے ساتھ ظاہر کو طاعات غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوام ذکر میں بھی مشغول کرنا مرتبہ اولی کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کے لئے دو چیزوں کی حاجت ہو گی ۔ اس لئے ان کا اہتمام بھی ضروری ہو گا ۔ ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھکر خواہ علماء سے پوچھ پوچھ کر اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اردو میں احقر نے ایک رسالہ بہشتی زیور شایع کرایا ہے ۔ وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا یہ ضروریات

روزمرہ کے لئے کافی ہیں۔ دوسرے علم پر عمل کرنے کی ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ راہ نہ ہو یہ تو مرتبہ اولیٰ کا بیان ہوا۔ اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آجکل اسی کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں۔ لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبہ اولیٰ کی فوت یا خلل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع وغیرہ مشروع ہو جاوے گا جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ھدایت دوم صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے۔ کہ اول گناہوں سے توبہ خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں۔ تو ان کو قضا کرنا شروع کر دے۔ اور اگر اس کے ذمے کچھ حقوق العباد ہوں۔ تو ان کے ادا کرنے کے بندوبست میں لگجاوے۔ یا اہل حقوق سے معاف کرائے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر عمر بھر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے گا۔ ہر گز مقصود حقیقی تک رسائی نصیب نہ ہوگی۔ اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لئے بھی قوی عزم رکھے۔ کہ اللہ و رسول کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو اور گو کوئی نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ہی ملامت کرے سب برداشت کرینگے۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دینگے اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب

اے دل آن بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی در رہ منزل لیلےٰ کہ خطرہاست بجان	بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی شرط اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت اول میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے۔ **ھدایت سوم** شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں۔ (۱) بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو۔ (۲) عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو۔ (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔ کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہے۔ (۴) کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو (۵) اس زمانے کے منصف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔ (۶) بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم و دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۷) اس سے جو لوگ بیعت ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو۔ (۸) وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو۔ اور ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو نہ کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔ (۹) ان کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۰) خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں۔ پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں۔ یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں

یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم مشیخت یا ولایت میں سے نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اکی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں۔ یا نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے۔ جو مشق سے بڑھ جاتا ہے۔ غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے۔ اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں۔ کیونکہ اس کے اثر کو بقا نہیں ہوتا۔ صرف مرید غبی کے لئے جو ذکر سے اصلا متاثر نہ ہوتا ہو چند روز تک شیخ کی اس عمل کرنے سے اس میں ایک گونہ تاثر وانفعال قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔ ھدایت چہارم

جب شیخ کامل میسر ہو جاوے اور اس سے بیعت کا ارادہ کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کی مختلف غرضیں ہوتی ہیں۔ بعضے تو صاحب کشف وکرامات بننا چاہتے ہیں سو ہدایت سوم میں بیان گذر چکا ہے۔ کہ کشف وکرامات خود شیخ میں ہونا ضرور نہیں تو بیچارہ مرید تو اس کی کیا ہوس کرے۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلے میں داخل ہونے سے پیر بخشش کے ذمہ دار ہو جاویں گے۔ قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے۔ خواہ کیسے ہی عمل کرتے رہو۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا ہے۔ یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار۔ بعضے یہ جانتے ہیں کہ پیر صاحب ایک نظر میں کامل کر دیں گے۔ ہم کو نہ محنت پڑے گی نہ معاصی کے ترک کا قصد کرنا پڑے گا۔ اگر اس طریق سے کام بنتا تو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا۔ کہیں بطور خرق عادت ایسا بھی ہو گیا ہے لیکن خوارق میں دوام اور لزوم نہیں ہوتا۔ اس بھروسہ پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوش وخروش وشورش ومستی پیدا ہو۔ خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں۔ خواہش ہی مٹ جاوے۔ نیک کاموں میں ارادہ ہی نہ کرنا پڑے۔ آپ سے آپ ہو جایا کریں۔ وساوس وخطرات سب فنا ہو جاویں بس ایک عالم محویت کا رہا کرے۔ یہ خیال پہلے سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن منشا اس کا بھی ناواقفی ہے یہ امور منجملہ کیفیات واحوال کے ہیں۔ جو اختیار سے خارج ہیں۔ اور گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک خفی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالب ہے راحت اور لذت اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں۔ طالب رضا کو جس کا کہ مقصود ہونا عنقریب آتا ہے۔ ان خواہشوں سے کیا علاقہ وہ تو بزبان حال یہ کہتا ہے ؎ فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب * کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے * روزہا گر رفت گو رو باک نیست * تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست * گر بس زبون وسوسہ باشی دلا * گر طرب را بازدانی از بلا۔ پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کیفیتیں یا حاصل ہونگی۔ یا نہ ہونگی اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ شخص اسی کو غایت اور ثمرہ سمجھتا تھا اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر قناعت کر کے تقوی وطاعات سے بےفکر اور مستغنی ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم طاعات کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل

ہنو ئیں۔ تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہو گا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں۔ ضرورت کے وقت ان سے تعویذ گنڈے لیا کریں گے۔ یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں۔ مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کریں گے۔ اور سب کام اپنی مرضی کے موافق ہو جایا کریں گے۔ گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے۔ یا ہم خود ان سے ایسی چیز سیکھ لینگے کہ ہم ہی با برکت ہو جاویں گے۔ کہ ہمارے دم کر دینے سے ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاویں گے۔ بلکہ ایسے لوگ تمامتر بزرگی کا خلاصہ انہی عملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں۔ چونکہ اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے۔ اس لئے بالکل فاسد و رفاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ کچھ انوار نظر آیا کریں گے۔ یا کچھ آوازیں سنائی دیں گی۔ یہ بھی محض ہوس اور نافہمی ہی۔ کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں۔ اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار و الوان اصوات بعض اوقات اسی کیے تو بارغ کا تصرف ہوتا ہے۔ عالم غیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہو گئیں تو اس کو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف ہونے سے قرب نہیں بڑھ جاتا۔ قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آجاتے ہیں۔ مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔ پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقایق کا انکشاف ہو جاویگا۔ تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہوا ہیں کیا کمال ہوا۔ چونکہ امور مذکورہ سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکام شرعیہ کا بجالانا۔ اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ اور مرید اس پر کاربند ہوتا ہی۔ اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہی ظاہر ہو گا اور رضا سے دخول جنت و لقاء حق اور دوزخ سے نجات میسر ہو گی۔ اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اس کے اتباع کا عہد۔ یہی حقیقت ہی پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم و عمل بدون بیعت متعارفہ بھی ممکن ہی۔ لیکن خاص طور پر بیعت کرنے میں طبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وعدہ میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے۔ اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا۔ جبکہ وہ پاس ہو۔ یہ محض ایک عادۃ صالحہ مستحسنہ ہے۔ اسی معاہدہ کے تاکد کیلئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غایب کے لئے اسکی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت میں بھی وارد ہے۔ چنانچہ فردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے۔ اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قایم مقام ہے۔ ھل ہیئت پنجم جب سلوک کا طریق کہ بجا آوری احکام ہے۔ اور اس کا ثمرہ کہ حصول رضائے حق ہے۔ معلوم ہو گیا تو اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہو گا۔ کہ یہ طریق مخالف شریعت کے نہیں پس بعض جہال کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے ہاں

معنی کہ ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ باطل محض وضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبارات سے اس کا ایہام وشبہہ ہوتا ہو تو اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ تغایر یعنی اور ہونے کے دو معنی ہیں۔ ایک تعدد دوسرے تخالف وتنافی مثلاً اسلام اور کفر میں تغایر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانونِ اسلام حرام بتلاتا ہے۔ تو قانون کفر اس کو حلال کہتا ہے اور بالعکس بھی بخلاف احکام متعددہ اسلامیہ کے کہ باہم وگر اس معنی کے اعتبار سے متغایر نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ کے مسایل اور ہیں اور کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجایز لکھا ہو اور کتاب الزکوٰۃ میں جایز لکھا ہو۔ یا بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغایر بمعنی تنافی کا دعوی واعتقاد تو الحاد و بددینی ہے جیسے بعض جہلاء کہتے ہیں کہ فلاں بات کو شریعت میں ناجایز ہے مگر فقیری میں جایز ہے۔ نعوذ باللہ منہ البتہ تعدد کا قایل ہونا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جب شریعت کو افعال جوارح کے ساتھ خاص کر لیا جاوے۔ اور طریقت کو اعمال قلبیہ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے۔ تو یہ ایک اصطلاح ہوگی۔ اور اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں۔ اس وقت کنز و ہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسایل شریعت اور احیاء وعوارف وغیرہ کتب اخلاق وسلوک کو مسایل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔ سو اس طور سے تعدد کا کسی کو انکار نہیں۔ اور اگر شریعت کو سب احکام کے لیے جامع کہا جاوے۔ جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ النفس ما لہا وما علیہا کہا گیا ہے۔ اور طریقت کو مرادف تصوف کہا جاوے جس کا عام ہونا تمام احکام ظاہر و باطن کے لئے ہدایت اول میں گذر چکا ہے۔ تو پھر تعدد کے قایل ہونے کی بھی گنجایش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا۔ اور جس شخص نے کہا ہے۔ ع درکنز وہدایہ نتواں یافت خدا را وہ مبنی ہے اصطلاح اول پر یعنی احکام ظاہر کہ متعلق باصلاح باطن ہستند۔ **ہدایت ششم**۔ جب حسب ہدایت چہارم وپنجم غرض اور نیت درست ہو گئی تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے اس کی خدمت میں رہے۔ اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اس کی تعلیم پر کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کے لیے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جدا ہے۔ اس کی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہونے کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک بیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس رسالہ کی تحریر کا اسی کا مضمون ہے عام طالبین کیلئے عموماً اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے تک کے واسطے اور اپنے دوستوں کے لیے خصوصاً ہمیشہ کے لیے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے قوی امید کرتا ہوں۔ کہ اسکے موافق عمل کرنیوالا محروم نہ رہے گا۔ پھر اگر کسی کا شیخ اسی کو منظور وجائز رکھے۔ تب تو قصہ سہل ہو اگر اوراد واذکار واشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہیئے۔ البتہ اس میں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں ان میں تغیر وتبدل کی گنجایش نہیں ہے۔ وہ بحالہ رہیں گے۔ پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے

کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش وحقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا عالم مشغول ان میں ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے **پس عامی مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اول عقاید و مسایل ضروریہ سیکھے۔ اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے۔ اور جو نئی بات اس کو پیش آوے علماء سے پوچھے اور اگر پیر اس کا عالم ہے۔ تو وہ سب سے بہتر ہے۔ اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشا کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ سو بار اور لا الہ الا اللہ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں۔ لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے۔ اور اس رسالہ کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہیں۔ ان کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سن لیا کرے اور ان پر عمل کرے۔ اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اس کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ تکلف خلاف ہے۔ اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کیلئے کسب حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے۔ اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوصاً شوہر کی خدمت اسکے لئے عبادت ہے۔ مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے۔ بجز قرآن مجید کے کہ اسکا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں **اور عامی فارغ کا خاص دستور العمل** بھی یہی ہے جو عامی مشغول کیلئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور زاید ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کر لے کہ کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے۔ اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسہ پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کر لے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے مل جاوے کھا لے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے۔ خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے۔ کسی کے پاس زیادہ آمد ورفت نہ رکھے۔ جبتک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالطت نہ کرے اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے۔ کوئی کلمہ خلاف شرع مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں۔ اس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور اگر کچھ خواندہ ہو تو تھوڑے وقت دین کی کتابیں ہی جو اردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا کر مطالعہ کیا کرے۔ لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھہرا لے کسی محقق عالم سے پوچھ لے اور اگر اس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ

اللہ کرنے والے موجود ہوں تو ان کی خدمت گزاری میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے اس سے
قلب میں برکت ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور خود بینی سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے
باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال کی تعلیم نہ کرنا چاہیے۔ کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جن کا تحمل عامی سے
نہیں ہوتا۔ البتہ اگر اس میں شوق و استعداد دیکھے۔ تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو
بتلا دے۔ مگر بدون ضرب و بدون جہر کے اس سے زیادہ مناسب نہیں۔ باقی دوسرے اوراد و نوافل جس قدر
جی چاہے پڑھے۔ البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو وہ اس سے مستثنےٰ ہے۔ اور
عالم مشغول کا **خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اوقات فراغ میں کوئی وقت ایسا جس میں قلب افکار و
تشویشات سے کسی قدر خالی ہو اور معدہ نہ پُر ہو نہ بھوک کا تقاضا ہو معین کر کے اس میں بارہ ہزار سے
۲۴ ہزار تک جس قدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھ کر اسم ذات یعنی اللہ اللہ باوضو خفیف جہر و ضرب کیساتھ قلب
کو متوجہ کر کے پڑھا کریں۔ اور تہجد کی پابندی کریں۔ اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی
اصل عربی کی ایک منزل کا التزام رکھیں اور اگر مدرس ہیں فبہا ورنہ ایک معتد بہ وقت تدریس طلبۂ علم دین میں
ضرور صرف کیا کریں۔ اور گاہ گاہ حسب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں۔ ضروری احکام کا وعظ
کہدیا کریں۔ مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں۔ اور جو ضروری مضمون ہو۔ مگر عوام کی طبیعت
کے خلاف ہو اس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درشتی سے کہیں۔ بلکہ صاف لیکن نرم کہیں۔ اور
وعظ پر اجرت نہ لیں۔ نہ عوام کے زیادہ درپے ہوں۔ اور نہ ان کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت
پیدا ہوتی ہے۔ اور احیاء العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دور رہکر شغل نہ کریں۔ البتہ چندے شیخ کی
حضور میں اگر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ نہیں اور **عالم فارغ** گو برائے چندے ہی
فارغ ہو جس کی مدت اقل درجہ چھ ماہ ہیں **خاص دستور العمل** یہ ہے۔ کہ چند روز جس قدر موقع میسر ہو شیخ
کی خدمت میں رہ کر مشغول ذکر رہیں۔ اور ان کے لئے اذکار میں سے اس قدر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ
تسبیح پڑھیں یعنی لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار اور الا اللہ ۴۰۰ بار اور اَللّٰہُ اَللّٰہ بضم ہائے اول وسکون ہائے ذکر بارہ تسبیح
ثانی ۶۰۰ بار اور صرف اللہ ۱۰۰ بار یہ تیرہ تسبیح ہیں۔ مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں۔ ان میں خفیف سا جہر اور
معتدل ضرب قلب پر کرے مگر جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت اور حدیث
جو وارد ہے اربعوا علیٰ انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا۔ میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی
پر محمول ہے۔ اور بعض نے جہر مفرط کو اس کا محل بنایا ہے۔ جس سے دوسرے لوگ متاذی ہوں مثلاً نائمین
کو تشویش ہو اور امام ابو حنیفہؒ کے منع فرمانے کی یہی توجیہات ہیں۔ ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری میں

حضرت ابن عباسؓ سے رفع الصوت بالتکبیر کا علامت انصراف عن الصلوٰۃ ہونا عہدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع صوت مروی ہے۔ اور حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اس میں وساوس وخطرات کم آتے ہیں۔ کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے۔ اس میں بھی ایسی ہی حکمت طبیہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں۔ پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے سے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ لہذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے۔ اور پھر ایک امر عملی اس میں قابل تنبیہ ہے۔ وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لیجانے لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اس کے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اس کے متاثر نہ ہوتے تھے۔ اس لئے ان کو اس کی ضرورت تھی۔ اب خود ضعف غالب ہے۔ تھوڑے فاعل سے قلب متاثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسا نہ کیا جاوے۔ ورنہ دماغ کے ماؤف ہونیکا اندیشہ ہے۔ صرف اسی قدر کافی ہے۔ کہ لا اِلٰہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دیدیں۔ اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آئیں۔ اور یہ بھی محض اس لئے ہے۔ کہ بدن کو ایک حالت پر قایم رکھنے میں تکلف اور تقید ہے۔ اس حرکت سے قدرے سہولت ہوجاتی ہے۔ ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کیوقت بھی بدن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں صرف مخرج پر آواز کا زور ڈالدینا کافی ہے۔ قرب مکانی کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہنچ جاویگا۔ علی ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کرے اور تحریک بدن اس سے بھی کم کافی ہے۔ یہ کلام تمامتر وظائف تسبیح کے متعلق تھا۔ اس ذکر کے بعد اگر نیند کا تقاضا ہو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار میں سے کسی خاص ذکر کو اور زیادہ کرے۔ یا یوں ہی فارغ رہے۔ پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور معتدل ضرب سے خلوت میں بیٹھکر کرے۔ اور دوپہر کو قیلولہ کرے۔ بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہولت کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جاوے۔ اسم ذات کا ورد کرے۔ اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور اگر فارغ نہ ہو یا وہاں موجود ہی نہ ہو یا اس کے قلب میں زیادہ اشتیاق نہ ہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے۔ اگر شیخ موجود ہو تو اس سے اجازت لیکر جاوے اور اسی وقت میں کبھی کبھی مقابر عامہ مسلمین ومزارات اولیا کرام پر ہو آیا کرے۔ پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک دلچسپی ہو خلوت میں بیٹھ کر مراقبہ موت وما بعد الموت الی الحساب کا کرے کہ واقعات اس طرح

ہوں گے بلکہ ان وقائع کو کالعدم فرض کرے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی حب و بغض اس کا کام بنا دینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے۔ یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس انفاس کی حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ کوئی دم غفلت میں نہ گذرے خواہ کوئی ذکر ہی معمول کرے مشہور شغل اس کی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے۔ منجملہ اس کے طرق کے پھر اگر اس ذکر کے وقت قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ بڑھتی جاوے۔ اور وساوس و خطرات میں کمی ہونے لگے۔ اور دل لگا کرے۔ تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں۔ ملازمت تقویٰ اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یقینی ہے۔ اور اصل وعدہ عطائے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ تو اس کے قلب پر علوم عجیبہ و معارف جن کے باب میں مولانا کا ارشاد ہے ؎

بینی اندر خود علوم انبیاء	بے کتاب و بے معید و اوستا

اور واردات غریبہ و مواہب مثل ذوق و شوق و محبت و انس و ہیبت و انکشاف اسرار احکام و حسن معاملہ فیما بینہ و بین اللہ اور تنبیہ علی ما یصلح للتنبیہ و امثالہا فائض ہوں گے۔ جن کی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے۔ اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں۔ چونکہ اول تو ہر شخص کو جدا حالات پیش آتے ہیں ان کا احاطہ اور ضبط مشکل ہے۔ دوسرے بعض حالات یا ان کے متعلق کچھ معالجات از بس نازک ہیں۔ اس لئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ایسے وقت شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے۔ وہی ان کی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں کچھ تغیر کرتا ہے۔ اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں۔ جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہوں گے۔ یہی علوم کشف الٰہی کہلاتے ہیں۔ کشف کونی نہ لذت میں اس کی گرد کو پہنچتا ہے۔ نہ قرب میں اس کو اس کا سا دخل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشف الٰہی میں زیادہ تھے۔ اور خضر علیہ السلام کشف کونی میں۔ پھر ظاہر ہے کس کا رتبہ اعلیٰ ہے۔ رہا یہ کہ ان کو ان کے پاس کیوں بھیجا گیا۔ سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت و احتیاط رکھا کریں۔ کیونکہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں انا اعلم فرما دیا تھا۔ جو واقع میں علوم مقصودہ کے اعتبار سے صحیح بھی تھا۔ لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہوتا تھا۔ اس لئے یہ بات دکھلا دی کہ کشف کونی میں حضرت خضر علیہ السلام زائد ہیں۔ گو وہ کشف الٰہی کے برابر کمال نہ ہو۔ مگر عموم تو منفی ہے۔ اس لئے یہ نفی مدلول کلام بھی ہونا چاہیے تھا اور اس کشف الٰہی والے کے متعلق اگر ارشاد و مشیخت و روحانی تربیت خلق کی جاوے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے اور کشف کونی والے کے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی ہو جاوے۔ وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔ اور اگر ایک ش

تک ذکر کرنے سے قلب میں یکسوئی وخشوع نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے۔ اشغال بہت ہیں میرے نزدیک انفع اور اسہل شغل الخد ہے۔ اور اچھا وقت اس کا آخر شب ہے۔ بعد بارہ تسبیح کے لیکن جبی نہ کرے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں۔ صرف آنکھیں ویسے ہی بند کرے اور کانوں کو انگشت شہادت سے ذرا زور سے بند کرے۔ اس سے کان میں ایک صوت لا نفف عنل حنت پیدا ہوگی اور غالباً یہی اس کی وجہ تسمیہ بھی ہے۔ کیونکہ ان لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے۔ یعنی بیدا اور اس آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے۔ اور زبان سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے۔ تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گذرے کیونکہ اس صوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا بعض کو وہم کا ہوگیا ہے۔ بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی نہیں صرف اسی کے دماغ میں ہوا بند ہو کر متموج ہونے لگتی ہے باوجود اس کے پھر اس کی طرف مشغول کرنا صرف اس لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اس کے اندر نہایت دلربا و دلفریب آوازیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ شاغل کو محو کر دیتی ہیں۔ اور محسوس و لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونے سے طبعاً دوسرے خطرات گم ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے ذہن کو عادت ہوتی ہے۔ ایک طرف توجہ تام کرنے کی پھر شغل چھوڑ کر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف منصرف کر دیتے ہیں جس کی طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اس کے غائب عن الحواس ہونے کے احیاناً محتاج تکلف تھا۔ الحاصل اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ شغل خود ذکر نہیں البتہ معین ذکر ہے۔ جیسا گذرا اسی لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے۔ کہ ماموربہ کا ذریعہ ہے۔ بلکہ عند التامل سنت سے بھی اس کی کچھ اصل نکل سکتی ہے۔ چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے۔ اور اس میں حکمت یہی نفی خواطر و اجتماع قلب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم اور جس طرح اس آواز کا محل دماغ ہے اسی طرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف . . . . . . الوان کے انوار جو نظر آنے لگتے ہیں۔ وہ بھی اکثر صور دماغیہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ غیر مشاغل بھی اگر اسی طرح آنکھیں بند کر کے دیکھے تو بعض اوقات اس کو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں۔ اس سے کبھی دھوکا نہ کھاوے اور نہ ان اشیاء کی طرف کبھی ملتفت ہو۔ بلکہ اگر اس سے زیادہ واقعی غائبات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ یکسوئی کے ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ تب بھی اصلاً ادھر متوجہ نہ ہو نہ اس سے لذت حاصل کرے خواہ وہ مکشوفات ناسوت کے ہوں یا ملکوت کے۔ لیکن ہیں تو غیر مطالب بلکہ حسب ارشاد حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب ظلمانی سے حجاب نورانی زیادہ اشد ہے۔ طالب کو سب کی نفی کرنا چاہیئے۔ اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہیئے ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت	ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند	در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند

نماند الا اللہ و باقی جملہ رفت		مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت	

اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اس کا اتباع کرے۔ لیکن اشغال میں شغل رابطہ و تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبۂ وحدۃ الوجود بوجہ اس کے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال تعالیٰ فی الخمر والمیسر اذ کانا حلالین ؕ اثمھما اکبر من نفعھما اور ان اذکار و اشغال سے جو وقت بچے اسمیں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کے ساتھ جاری رکھے۔ خواہ درود شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمۂ طیبہ خواہ اور کچھ جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے۔ کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی۔ یا اس سے بڑھکر یہ کہ ذہول کو کبھی استغراق و محویت سمجھ جاتا ہے۔ اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے۔ ایک غفلت جس کا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا۔ دوسرے معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے غفلت سے قلب کی نورانیت برباد ہو جاتی ہے۔ اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونے کے مقبولیت عند اللہ بھی زایل ہو جاتی ہے۔ اور یہ بڑا خسارہ ہے۔ اور اگر احیاناً غفلت سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت قولی یا فعلی سرزد ہو جاوے۔ فوراً نہایت ندامت اور عاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض معاصی خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہیں۔ ان سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے۔ ایک ریا دوسرے کبر اور اسی سے لگا ہے تفاخر و عجب پیدا ہو جاتا ہے۔ خواہ کمال دنیوی پر ہو یا کمال دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن و اعتراض کرنا۔ بلکہ اکثر فضول کلام بھی نورانیت قلب کو مضر ہوتا ہے اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں سے زیادہ میل جول کرنا نہ چاہیئے۔ مگر بضرورت چوتھے تحمل نامشروع میں رغبت شہوت سے کسی کی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے پانچویں بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی و سختی کے ساتھ کسی سے پیش آنا۔ اسی طرح بعضی غفلت بھی خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر ہے۔ یعنی وہ غفلت جسکا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی بار بار قلب اُدھر کشش کرے گا اور منجملہ اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی ہے کہ جب تک ایسے شخص کو جس میں کلام ہو رہا ہے۔ کسی قدر رسوخ و استحکام کے ساتھ نسبت باطنی نصیب نہ ہو جاوے جبتک نہ تو - - - - - - - آفادۂ ظاہری میں مشغول ہو نہ افادہ

- - - - - - - - - - - - - - - - - باطنی پر اقدام کرے۔ یعنی نہ طلبا کو پڑھاوے۔ نہ عوام میں وعظ کہے نہ مطلب کرے نہ تعویذ گنڈہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے۔ بلکہ زاویۂ خمول میں پڑا رہے الا ان یضطر الی شیئ من ذلک اور علامت حصول نسبت باطنی کی دو امر ہیں۔ ایک یہ کہ ذکر اور یاد داشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے۔ کہ کسی وقت غفلت اور ذہول نہ ہو۔ اور اسمیں زیادہ تکلیف نہ کرنا پڑے۔ دوسرے یہ

کہ اطاعت حق یعنی اتباع احکام شرعیہ کی عبادۃً ومعاملۃً وخلقاً واقوالاً وافعالاً اس کو ایسی رغبت اور منہیات ومخالفات سے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی مرغوبات ومکروہات طبعیہ کی ہوتی ہے۔ اور حرص دنیا کی قلب سے نکل جاوے کان خلقہ القرآن اس کی شان بنجاوے۔ البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جس کے مقتضا پر عمل نہو اس رغبت ونفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یادداشت اور خبرداری کا جو علامت ہے نسبت باطنی کی حاصل ہو محبت حق کا اور اگر حصول نسبت کیساتھ کچھ علوم واسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاویگا۔ اب بعد حصول نسبت کے درس وعظ یا تصنیف وتالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم دین افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم وتلقین اذکار اور بیعت کرنیکی بھی اجازت دیدے تو بندگان خدا سے یہ فائدہ بھی دریغ نکرے۔ لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ سمجھے۔ اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرات نہ کرے اور نہ از خود درخواست اجازت کی کرے کہ ہوس محض ہے۔ ایسی رعایتی اجازت معتدبہ نہیں بلکہ بڑے ہونیسے چھوٹا رہنا بدرجہا اسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں۔ ورنہ سلسلہ ہی نہ چلیگا۔ لیکن مریدوں سے منتظر ومتوقع حصول مال کا نہ رہے۔ بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں۔ تو بیعت کے وقت تو اصلاً قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ ومبادلہ کی ہے۔ اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجائش کیموافق دیں جس سے ان پر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دلشکنی مسلم وناشکری حق تعالیٰ ہے۔ گو وہ قلیل ہی ہو۔ اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار وننگ نہ کرے۔ کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا۔ اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا مطول ہو گئی ہے۔ کہ اس کے مخاطب اہل علم ہیں۔ ان کو بدون اس قدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ حظ آتا ورنہ اصل حاصل اس کا مختصر ہے جس کا ملخص اس لئے مکرر لکھے دیتا ہوں کہ اس کے اجزاء تقریر مذکور میں متفرق ومنتشر ہو گئے ہیں۔ اس ملخص کی یہ فہرست ہے۔ تہجد کے بعد بارہ تسبیح بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید ومنزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک دوپہر کا قیلولہ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا ومقابر بعد مغرب مراقبہ موت بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد اگر حاجت ہو شغل انحد ملازمت تقویٰ مداومت ذکر اجتناب معاصی وغفلت خصوص ریا وکبر ودعویٰ وتفاخر وعجب وغیبت واعتراض وفضول کلام وکثرت مخالطت خلق ورغبت وشہوت حرام وغضب وبدخلقی وتکثیر تعلقات دنیویہ اور جو امور مثل ان کے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک وعظ ودرس وغیرہ کی تقلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرات نکرنا غرض میزان کل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں۔ طاعت اور ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے۔ اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت وذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت وغفلت سے بچنے کو سمجھے۔ اگر ایک مدت تک اس پر

استقامت و استدامت رہے گی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا۔ اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک وقت ایسا آوے گا۔ کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے۔ نہ کمی کرے۔ کیونکہ اس کی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ البتہ اس قدر امید وار کرسکتے ہیں۔ کہ ؎

اندریں رہ مے تراش و مے خراش تا دم آخر دمے آخر بود		تا دم آخر دمے فارغ مباش کہ عنایت با تو صاحب سر بود	

اور اگر باوجود اس کے ابتدا میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جاوے تو نُورٌ علیٰ نور ہے اس کی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اخلاق و عادات میں اس کا اتباع کرے گا اذکار و عبادات میں نشاط اور ہمت کو قوت ہوگی جو حال عجیب پیش آوے گا۔ اس باب میں اس سے تشفی ہو جاوے گی اور بہت سے فوائد ہیں۔ جن کا خود مشاہدہ ہوتا ہے۔ موٹی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے خوب کہا گیا ہے ؎

مقام امن و مے بیغش و رفیق شفیق		گرت مدام میسر شود زہے توفیق	

واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔

ھدایت ہفتم۔ ذاکر کو چاہیئے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں۔ ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کر لینا اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی ترطیب اور قلب کی تفریح و تقویت ہمیشہ غذاءً و دواءً کرتا رہے۔ غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف و یبوست ہو جاوے۔ نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آجاوے۔ کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے جماع کی کثرت نہ کرے۔ کہ اس سے بھی اعضائے رئیسہ خصوص قلب و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں۔ جبتک صادق رغبت نہ ہو کھانا نہ کھاوے ایک آدھ لقمہ کی اشتیاق باقی رہتے پر چھوڑ دے۔ اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو تو صحبت نہ کرے۔ اسی طرح سونے میں اعتدال رکھے۔ نہ بہت زیادہ سووے کہ کسل ہو۔ نہ بہت کمی کرے۔ کہ یبوست ہو جاوے۔ دوسرا امر مشوش قلب بلا ضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے۔ تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا۔ کہ اسی باب میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت رسا ند ترا از دیں بری | این تن آرائی واین تن پروری

اے انکمال ویں البتہ بالکل میلا کچیلا بھی نہ رہے۔ کہ اس سے بھی قلب مکدر ہوتا ہے۔ سادہ اور صاف رہے البتہ

بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے اور شکر بجالاوے۔ چوتھا امر مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ موجودہ ذخیرہ کو اسراف کرکے اُڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے۔ حریص تو ہر وقت اسی دھن میں رہے گا۔ اور مسرف ذخیرہ ختم ہونے کے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نگاہ کرے گا۔ پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو اس پر ہجوم کرکے اس کے وقت کو مشوش کریں گے اور دشمن اسکو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے۔ اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہوں۔ اور فی نفسہ ضروری نہ ہوں۔ ان سے حتی الامکان بہت احتراز رکھے۔ البتہ اگر کوئی تشویش بلا اس کے اکتساب وارتکاب کے پیش آجاوے۔ یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی فعل کیا تھا۔ اور اس میں کوئی تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سودخوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا۔ وہ اس کا دشمن ہوگیا۔ تو وہ مضر نہیں۔ پس اس میں مضطرب نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر وتوکل رکھے۔ وہ مدد فرمائیں گے۔ اور اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے۔ تو اس کو مقتضائے حکمت آلہیہ سمجھ کر اس پر راضی رہے۔ وہ اس کے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ہدایت ہفتم۔ جو امور اختیاری ہیں ان میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو ان کے حصول کے درپے نہ ہو۔ اور اگر نامرغوب ہیں تو ان کے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے۔ جس کے کئی طریق ہیں۔ مثلاً حق تعالیٰ کی ذات کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اس طرح کہ ہر ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے۔ پس اس میں تو کمی نہ کرے اور نماز کے اندر یا تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس وخطرات کا ہجوم کرنا خواہ کیسے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے۔ اس کی فکر نہ کرے۔ اپنا اختیاری کام کئے جائے۔ اسی سے بالخاصہ ان کی اصلاح ہوجاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلا التفات نہ کرے۔ نہ اس پر مغموم ہو کہ اس سے ان کو دونی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اس کا عمدہ علاج یہی ہے۔ کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ کرے اور اس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کرے اس سے وہ از خود مندفع ہوجاتا ہے۔ اور مثلاً طاعت اختیاری ہے۔ اسمیں سستی نہ کرے۔ اور یہ امور خارج از اختیار ہیں۔ اچھا خواب قبول دعا وجد وذوق وغیرہ ان کا طالب ہو یا مثلاً معصیت اختیاری ہے۔ اس کے پاس نہ جاوے۔ اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں بُرا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا۔ یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا۔ بیمار ہوجانا وغیرہ ان سے مغموم ہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد عشق ہوجانا غیر اختیاری ہے۔ اس میں کوئی معصیت ومضر نہیں گو

تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیاریہ ہیں۔ اس کو دیکھنا اس سے باتیں کرنا قصداً اس کی آواز سننا اس کے پاس آنا جانا اس کا خیال دل میں لانا اس کو سوچ سوچکر دل سے لذت لینا ان سے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضمحل ہوجاتا ہے۔ اور اگر اس میں کوتاہی کرے گا۔ گنہگار ہوگا اور قلب تاریک ہوجاویگا یا مثلاً کسی معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مایل اور راغب ہونا غیر اختیاری ہے۔ اس کی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے۔ اس سے بچے اس میلان پر عمل نہ کرے۔ جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہی تمام عمر اس کی تشویش اور تنگی میں گذرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے۔ پھر بعضوں نے تو خودکشی کر لی ہے۔ اور بعضوں نے ذکر و طاعت کو چھوڑ دیا ہے۔ غرض ایمان کا نقصان کیا یا جان کا ہی۔ اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ میں جو مرغوب ہیں گاہے ان کا حصول سالک کے لیے موجب فتنہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب و دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہوگیا۔ اور اسی طرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے۔ مثلاً اپنے کو ناکارہ و حقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی ان کا ہونا اس کے لئے نافع ہوتا ہے۔ مثلاً اس میں مشقت ہوتی ہے۔ جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن ہوتا ہے۔ ایسے ہی مواقع کے لیے ارشاد ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہوجاویں نعمت سمجھ کر شکر یہ کرے جیساکہ عدم حصول کو بھی ایک اعتبار سے جیسا مذکور ہوا نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔ ھدایت نہم آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں۔ سو بعض تو محض خلاف شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اس پر بوسہ اور اس پر غلاف ڈالنا یا ان کی نذر ماننا یا ان سے کچھ مانگنا اور بعض انضمام مفاسد سے نامشروع ہوگئی ہیں جیسے عرس یا سماع یا قل پنج آیت کا یا مجلس مولد کہ عوام ان امور کے منع یا ترک کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم۔ وحق السماع وتعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں لکھدی ہے۔ اور بعض امور ایسے ہیں کہ اگر ان کو داخل بزرگی و موجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہے اور اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہو تب ہی محض دنیا ہے۔ جیسے عملیات یا ترک حیوانات اور بعضے امور فی نفسہ نیک ہیں۔ اگر اس میں فساد عقیدہ نہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اس کی مقبولان الٰہی کے ساتھ توسل ہے۔ و دعا میں جو سنت سے ثابت ہے۔ لیکن اگر اس میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ ہیں گے۔ تو محض بے سند غلط عقیدہ ہے جو حسب آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم ممنوع ہے اور مثلاً مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو۔ اس کے لئے مضائقہ نہیں ورنہ بسہم زن دین و ایمان ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں۔ جیسے مثنوی مولوی رومی

دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات جن میں تحقیقات اسرار یا ان کے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں۔ یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ھدایت دہم۔ چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے۔ اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری امور لکھتا ہوں۔ باقی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔ **عام مردوں کو نصیحت**۔ علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ ان سے مسایل پوچھتے رہو۔ اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا بجائے اس کے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو۔ اور اس پر عمل رکھو لباس خلاف شرع مت پہنو۔ جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا ایسے ہی کام کا سچا کامدار جوتا۔ داڑھی مت کٹاؤ۔ نہ اس کو منڈاؤ۔ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زاید ہو اس کا اختیار ہے۔ جتنی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں۔ سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں۔ جیسے مولد۔ فاتحہ عرس شادی میں ساچق اور برات اور مہمانداری یا نام کے لئے کھانا پکوانا۔ کھلانا یا شہرت و ناموری کے لئے دینا دلانا عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب کو ترک کر دو۔ نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا۔ یا محرم کو تیوہار منانا۔ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو۔ میلوں۔ ٹھیلوں میں مت جاؤ۔ نہ اپنے بچوں کو جانے دو۔ اور انکو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا آتشبازی تصویر دار کھلونے وغیرہ زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ۔ جماعت کیساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو گانا بجانا مت سنو پیر سے ہر کام کے لئے تعویز گنڈے مت مانگا کرو۔ بلکہ اس سے دین سیکھو۔ البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں۔ ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں۔ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے۔ ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ۔ رشوت اور سود مت لو۔ رہن کی آمدنی بھی سود ہے۔ اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں۔ سب سے بچو خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو۔ اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو۔ نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ بٹ جاوے۔ کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ۔ جب وہ فرصت پاویں۔ سامنے جاؤ۔ تعلیم الطالب منگاؤ۔ اور دیکھو۔ تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو۔ جزاءالاعمال بھی دیکھ لو۔ **عام عورتوں کو نصیحت**۔ شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کیلئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔

شب برات محرم عرفہ تبارک کی روٹی تیرہ تیزی کی گھونگنیاں کچھ مت کرو جن سے شرع میں پردہ ہے۔ چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو۔ جیسے دیور جیٹھ خالہ یا پھوپھی یا چچا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی۔ باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو۔ جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں۔ یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں۔ یہ سب چھوڑ دو۔ لانبی آستینوں کا اور نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ۔ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو۔ اور دہیان کرکے سر پر سے مت ہٹنے دو۔ ہاں۔ اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھلنا ڈر نہیں کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔ کہیں بیاہ شادی مونڈن چلہ چھٹی ختنہ عقیقہ منگنی چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔ پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو۔ اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نجاوے۔ اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکہ وغیرہ ہو تو حساب کرکے زکوٰۃ نکالو۔ بہشتی زیور ایک کتاب ہے۔ اس کو یا تو پڑھ لو۔ یا سن لیا کرو۔ اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو۔ اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سنو۔ اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔ جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو۔ اگر وہ صحیح معتبر بتلا دیں تو خرید و ورنہ مت لو۔ جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت

اوپر کی نصیحتیں دیکھو۔ ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو۔ اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو۔ خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو۔ پہلے خوب سوچ لیا کرو۔ جب خوب اطمینان ہو جاوے۔ کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متحقق ہو جاوے۔ کہ اس میں کوئی دینوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اسوقت زبان سے نکالو۔ کسی بڑے آدمی کی بھی برائی نہ کرو۔ نہ کسی صاحب حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو۔ مال وجاہ کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دینوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو۔ حتی الامکان خلوت میں رہو۔ بدون ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو

خوش خلقی سے پیش آؤ۔ اور بعد رفع ضرورت جلدی ان سے جدا ہو جاؤ۔ بالخصوص سنا ساد بنیاد ا روں سے بہت بچو۔ یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو ان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔ شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو ثمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو۔ اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ اور پنجم کلید مثنوی مطالعہ کر لو۔ جبکہ تم معقول و منقول کے جامع عالم ہو سخن پروری کبھی مت کرو۔ بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کر لو۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اسی سے التجا رکھو۔ اور استقامت کی درخواست کرو۔ والسلام خیر تمام ؛

تمت

الرسالۃ بحمد اللہ تعالے وکان بدؤھا وختمھا فی الیومین الاولین من عشرۃ رمضان الانور ۱۳۲۳ھ من الھجرۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۰

تذئیل قصد السبیل از تکشف حقیقت طریقت

خلاصہ سلوک ۔ (۱) نہ اس میں کشف وکرامت ضروری ہے (۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے (۳) نہ دنیا کی کاربرآری کا وعدہ ہے۔ کہ تعویذ گنڈوں سے کام بنجاویں۔ یا مقدمات دعا سے فتح ہوجایا کریں۔ یا روزگار میں ترقی ہو یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے۔ یا ہونیوالی بات بتلا دیجایا کرے۔ (۴) نہ تصرفات لازم ہیں۔ کہ پیر کی توجہ سے مرید کی از خود اصلاح ہوجاوے۔ اس کو گناہ کا خیال ہی نہ آوے۔ خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں۔ مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے۔ یا علم دین وقرآن میں ذہن وحافظہ بڑھجاوے (۵) نہ ایسے باطنی کیفیات پیدا ہونے کی کوئی میعاد ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے عبادت میں خطرات ہی نہ آویں۔ خوب رونا آوے۔ ایسی محویت ہوجاوے کہ اپنی پرائی خبر نہ رہے۔ (۶) نہ ذکر وشغل میں انوار وغیرہا کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضرور ہے۔ (۷) نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے۔ بلکہ **اصل مقصود** حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے۔ جس کا ذریعہ ہے۔ **شریعت** کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں۔ جیسے نماز روزہ وحج وزکوٰۃ وغیرہا اور جیسے نکاح وطلاق واداے حقوق زوجین وقسم وکفارہ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین وپیروی مقدمات وشہادت ووصیت وتقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام وکلام وطعام ومنام وقعود وقیام ومہمانی ومیزبانی وغیرہ ان مسایل کو **علم فقہ** کہتے ہیں۔ اور بعضے متعلق **باطن** کے ہیں۔ جیسے خدا سے محبت رکھنا خدا سے ڈرنا خدا کو یاد رکھنا دنیا سے محبت کم ہونا خدا کی مشیت پر راضی رہنا۔ حرص نہ کرنا عبادت میں دل کا حاضر رکھنا دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا کسی کو حقیر نہ سمجھنا خود پسندی نہ ہونا غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں۔ اور مثل احکام ظاہری کے ان احکام باطنی پر عمل کرنا بھی فرض وواجب ہے۔ نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے۔ جیسے قلت محبت حق سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی بلا تعدیل ارکان پڑھلی یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی۔ یا کبر وغلبۂ غضب سے کسی پر ظلم ہوگیا حقوق تلف ہوگئے۔ ومثل ذلک اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کی بھی جاوے تب بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی۔ پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھہری۔ لیکن باطنی یہ خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور جو سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے۔ اور جو معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے۔ ان ضرورتوں سے پیر کامل[1] کو تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے۔ اور ان کا علاج وتدبیر بھی بتلاتا ہے اور نفس کے اندر درستی کی استعداد اور ان

[1] پیر کامل کی پہچان قصد السبیل کی ہدایت سوم میں ملاحظہ ہو ۱۳

معالجات میں سہولت اور تدبیرات میں قوت پیدا ہونے کے لئے کچھ اذکار واشغال کی بھی تعلیم کرتا ہے۔ اور خود ذکر اپنی ذات میں بھی عبادت ہے۔ پس سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ ایک ضروری کہ احکام شرعیہ ظاہری وباطنی کی پابندی ہے دوسرا مستحب کہ کثرت ذکر ہے اس پابندی احکام سے خدا تعالیٰ کی رضا وقرب اور کثرت ذکر سے زیادت رضا وقرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا

حقوق طریقت

طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنا پڑیں گے (۱) بہشتی زیور کے گیارہ حصے اول سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے پڑھانے پڑیں گے۔ (۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑیں گی۔ (۳) جو کام کرنا ہو اور اسکا جائز ناجائز ہونا معلوم نہ ہو کرنے سے پہلے علماء اہل حق سے پوچھنا پڑے گا۔ اور ان کے بتلانے کے موافق عمل کرنا ہوگا۔ (۴) نماز پانچوں وقت جماعت سے پڑھنا ہوگی۔ البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جاوے۔ ندامت کے ساتھ استغفار کرنا چاہیئے۔ (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہوگی یہ مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملیں گے۔ اسی طرح کھیت اور باغ کے پیداوار میں دسواں بیسواں حصہ دینا ہوگا۔ اس کے مسائل زبانی معلوم کر لئے جاویں (۶) اگر حج کی گنجایش ہو تو حج کرنا پڑے گا۔ اسی طرح گنجایش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر اور بقرعید کو قربانی ضروری ہوگی۔ (۷) اپنی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا ہوں گے۔ ان کا یہ بھی دینی حق ہے۔ کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہو۔ آسان طریقہ اس کا پڑھے ہوؤں کے لئے یہ ہے کہ شب وروز میں تھوڑا سا کوئی وقت مقرر کر کے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھکر سنا دیں۔ اور سمجھا دیں اور جب وہ ختم ہو جاوے پھر شروع کر دیں۔ جب تک ان کو مسایل خوب پختہ یاد ہو جاویں سناتے رہیں۔ اور ان پڑھ ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سنا کریں اس کو یاد کر کے گھر والوں سے ضرور کہدیا کریں۔

اور یہ کام چھوڑنا پڑیں گے۔ ڈاڑھی منڈانا۔ ڈاڑھی کٹانا جبکہ چار انگل سے زاید نہ ہو۔ ڈاڑھی چڑھانا۔ سر بیچ چاند کھلوانا کھنڈی رکھانا یا آگے سے منڈوانا۔ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہنا یا لنگی باندھنا یا کرتہ چوغہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ یا عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا۔ یا کسم وزعفران کا رنگا ہوا۔ یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہنا یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہنا یا لڑکوں کو پہنانا یا کفار کا سا لباس پہنا۔ یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یا زاید یا سونے کی انگوٹھی پہنا۔ یا عورتوں کو کھڑا جوتا یا مردانہ لباس پہنا یا باجہ دار زیور پہنا

یا ایسا کپڑا باریک یا چھوٹا پہننا جس میں بدن کھلا رہے۔ کسی عورت یا امرد کو بری نگاہ سے دیکھنا یا عورتوں لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں رہنا یا بدون سخت مجبوری کے سامنے آجانا اگرچہ وہ پیر ہی ہو یا رشتہ دار ہوں۔ اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں سر اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے۔ منہ کے سامنے بھی گھونگٹ رہنا بہتر ہے۔ اور عمدہ پوشاک اور زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی برا ہے۔ اسی طرح نامحرم مرد و عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیئے۔ ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا البتہ عین نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کا جمع کر لینا مضائقہ نہیں۔ یا کوئی کام فخر و نمود کا کرنا جیسے آجکل رسم رسوم کا کھانا کھلانا لینا دینا ہوتا ہے۔ اسی میں نوتہ بھی آگیا۔ اس کو بھی چھوڑنا چاہیئے۔ اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑے میں بہت تکلف کرنا کہ یہ بھی فخر و نمود میں داخل ہے۔ مردہ پر چلا کر رونا اس کا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کرنا دور دور سے عرصہ عرصہ تک میت کے پیچھے آنا۔ بدون شرع کے موافق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے کپڑے خیرات کر دینا۔ لڑکیوں کا حصہ نہ دینا۔ اہل حکومت و ریاست کو غربا پر ظلم کرنا۔ جھوٹی نالش کرنا جھوٹی کا دعویٰ کرنا۔ رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا۔ تصویر بنانا یا رکھنا۔ یا براہ شوق کتے پالنا۔ یا کنکوے و آتشبازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا۔ یا بچوں کو اجازت اور پیسے دینا۔ گانا سننا باجے سے یا بے باجے اسی میں گراموفون بھی داخل ہے۔ عرسوں میں جانا بزرگوں کی منت ماننا فاتحہ نیاز گیارہویں وغیرہ متعارف طور پر کرنا۔ رواج کے موافق مولد شریف کرنا۔ تبرکات کی زیارت کے لئے عرس کا سا انتظام کرنا۔ یا اس وقت مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہو جانا۔ شب برات کو حلوا پکانا یا محرم کو تہوار منانا۔ یا رمضان میں ختم قرآن پر شرینی ضرور کر کے بانٹنا یا ٹونے ٹوٹکے کرنا۔ یا سیتلا وغیرہ کو ماننا یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا غیبت کرنا چغلی کھانا۔ جھوٹ بولنا تجارت میں دغا کرنا بلا اضطرار ناجائز نوکری کرنا یا جائز نوکری میں کام خراب کرنا عورت کا خاوند کے سامنے زباندرازی کرنا۔ یا اس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا۔ یا بلا اجازت کہیں جانا اور حافظوں کا مردوں پر قرآن پڑھ کر یا تراویح میں قرآن سنا کر کچھ لینا۔ یا مولویوں کو وعظ پر یا مسئلہ بتلانے پر اجرت لینا یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا درویش وضع لوگوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا یا تعویذ گنڈوں کا شغل رکھنا یہ ہے فہرست مختصر کرنے نہ کرنے کے کاموں کی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدر ضرورت ملے گی۔

فقط

فائده از ضیاء القلوب مصنفهٔ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاه امداد الله صاحب قدس سره

و نیز سالک را باید که بر اوامر شریعت استحکام دارد و از ممنوعات او به پرهیزد و تقوی و پرهیزگاری را شعار خود سازد و در هر حال اعمال سنت را نگاهدارد و از منهیات و مشتبهات احتراز نماید و اگر گناہے بظهور آمده باشد زود توبه کند و باستغفار و اعمال نیک تدارک آن نماید و بوقت دیگر ندارد و نماز پنجگانه را با جماعت در مسجد ادا نماید و اوقات خود را بعد ادای فرائض و واجبات و سنن در شغل باطن گذارد و بر زیادتی نوافل و اوراد نپردازد و بلکه مشغولی باطن را فرض دایمی داند و گاہے غافل نشود و چون ذوق و لذت بدان باید شکر الهی بجا آورد و اندک را بسیار شمارد و هر عمل را برائے رضاء خدای تعالی کند و از کشف و کرامات لذت نگیرد و بلکه بیزار باشد و در حالت بسط شاکر باشد و حدود شرعیه در آن حال نگاهدارد و چون قبض شود و دل تنگ و مایوس نگردد و در کار باشد و در جمیع عبادات خود را اہتمام داشته در ادای آن خود را مقصر داند و احوال باطن را با جاہل ظاہر نکند و سخن تصوف بر ملا نگوید و با غیر محرم هم نگوید و با محرم در گوشه گوید و اوقات خود را ضبط دارد و از تلون طبع دور باشد و از دنیا و ما فیہا من کل الوجوه بدل تارک باشد و الا اذکار اشغال ہزار ساله بکار نیاید دل آئینه است از تابش غیر الله نگاہدارد و از طلب جاه و مرتبه که گمراہی است پناه جوید و وقت را غنیمت شمارد و از غفلت برباد نده که فائت را قضا نشود و در راه قدم مردانه نهد و غم و شادی این و آن را یکسو نهد که این حجاب است و از صحبت ناجنس خلاف شرع و منکر فقرا و مبتدعه بگریزد و از درویش خلاف شرع که بر وفق سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم نباشد دور ماند اگرچه از و کرامات و خرق عادات بظهور آید و بآسمان پرد و از مردمان بقدر ضرورت اختلاط کند و بهر نیک و بد بکشاده پیشانی پیش آید و با مردمان بعجز و انکسار معامله کند و نیستی و پستی را شعار خود سازد و اعتراض بر کسی نکند و سخن ملایم و نرم گوید و سکوت و خلوت را دوست دارد و بخاطر جمع در کار خود سرگرم باشد و تشویش را بدل راه ندهد و همه امور که پیش آیند از حق داند و مدام پاسبان دل باشد تا خطرهٔ غیر نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در هر کار اول نیت خالص کند بعد ازان بعمل آرد و در خورد و نوش از اعتدال نرود و نه چندان زیاده که کسل آرد و نه آں قدر کم که بسبب ضعف از عبادت باز ماند علی هذا القیاس در هر امر از افراط و تفریط پرهیزد و اگر نفس را لقمه چرب دهی از و کارے هم گیری و بهتر است که قوت از کسب سازد و اگر توکل کند هم زیباست و لایق باشد بشرطیکه از کسی طمع ندارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از هیچکس امید و ترس بجز حق تعالی ندارد و با سوا انس نگیرد و در طلب حق بے آرام و بے راحت و مضطر ماند و هر جا که باشد با صفا باشد و بر بیش و کم نعمت الهی شکر نماید و از فقر و فاقه و تنگدستی و قلت معیشت دل تنگ نشود و بلکه فخر و عزت خود در آں داند شکر بجا آرد که این منصب انبیاء و اولیا است

که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان خود برفق و تلطف و مهربانی معامله کند و از نافرمانی شان در گذرد و عذر
آنها بپذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و عیب مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را
از خود افضل داند و با کس بحث و جدال نکند اگرچه حق بجانب او باشد و مهمان نوازی و مسافر پروری را پیشه
خود سازد و بصحبت غربا و مساکین راغب باشد و در خدمت علماء و صلحاء عزت و حرمت خود داند و آنچه میسر آید
بمصرف صرف نماید تا زیان نرساند و تعلق دل با هیچ چیز ندارد و وجود و عدم را برابر داند و لباس فقرا دوست
دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع بر آں باشد و ایثار پیشه خود سازد و گرسنگی و تشنگی را که طعام الله است
محبوب دارد و کم خندد و بسیار گرید و از عذاب الٰهی و بے نیازی او ترسان و لرزاں باشد و موت را گنج
کن ماسوا راست هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جائے فراق است پناه جوید و بهشت را که مقام وصال
است بطلبد و محاسبه را بر خود لازم گیرد محاسبهٔ روز بعد مغرب و محاسبهٔ شب بعد صبح کند و محاسبه آنرا گویند که حساب کند که در شب
و روز از من چند نیکی و چند بدی بظهور آمده بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال را
شعار خود سازد و در مجلس هزل و لهو وغیره غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل بپرهیزد و دوستی و دشمنی و خشم و خوشنودی
برائے خدا بود و کوتاه دست و کوتاه طمع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج و صلاح جو و بسیار طاعت و نیکو کار
و نیکو رفتار و با وقار و بردبار باشد و بس این است نشان نکوخوئی و اوصاف پسندیده و نیز هر گاه این حاصل نماید
باید که غره نشود و بر خود گمان نیکوئی نبرد و فقط و نیز از زیارت مزارات اولیاء و مشائخ مشرف بوده باشد و بوقت
فراغ خاطر بر مزار آنها نشسته بجانب روحانیت اوشان توجه نماید و حقیقت آنرا بصورت مرشد خود تصور نموده
فیضیاب شود و برکت گیرد و گاه گاه بر مزارات عوام اهل اسلام رفته موت خود را یاد کند و از فاتحه اوشان را
ثواب رساند و ادب حکم مرشد خود را بجائے ادب و حکم خدائے تعالی و رسول الله صلی الله علیه وسلم داند که
نائب اوشان است۔

الحمد للہ کہ یہ نادر رسالہ قصد السبیل ذیقعد ۱۳۲۲ھ حسب فرمائش محمد عثمان تاجر کتب مالک
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی طبع ہوا۔ حق تعالیٰ طالبین کو اس سے نفع دے۔ اور ہم کو بھی
ان کے طفیل سے توفیق نیک عطا ہو۔ آمین والسلام